بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

پاکستان کے مسائل اور ان کا حل

پاکستان آج جس خوف ناک صورت حال سے گزر رہا ہے، اس کا تعلق سیاسی، معاشی، عسکری اور ہر دائرے میں بحران سے ہے جو انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے۔ ملک کو بچانے، اس کی آزادی، عزت اور اسٹرے ٹیجک مفادات کے تحفظ کی ذمہ داری پوری قوم پر عائد ہوتی ہے۔ تمام سیاسی اور دینی قوتوں کا فرض ہے کہ ملک کی بقا، استحکام اور نظریاتی بازیافت کے لیے عوامی جدوجہد کریں۔ ان حالات میں جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر اور حالات کا تجزیہ کر کے، اس دلدل سے نکلنے کی راہ، ایک جامع قرارداد کی شکل میں پیش کی ہے جو اس کے ۱۹ تا ۲۱ جنوری ۲۰۱۲ء کو منعقدہ اجلاس میں منظور کی گئی۔ قوم کی رہنمائی اور اس کے سوچنے سمجھنے والے عناصر کو دعوت فکر و عمل دینے کے لیے یہ قرارداد ہم بطور 'اشارات' پیش کر رہے ہیں۔ (مدیر)

مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان کا یہ اجلاس پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے اتحادیوں کی مخلوط حکومت کے تحت مملکت خداداد پاکستان کی بدترین سیاسی صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ ملکی زندگی زرداری، گیلانی حکومت کی بدعنوانیوں، انتہائی ناقص کارکردگی، قومی مفادات سے مسلسل رُوگردانی، مشرف دور کی غلامانہ پالیسیوں کے تسلسل اور غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور توانائی کے بحرانوں سے بدحال تھی اور تبدیلی کے لیے عوامی دباؤ روز افزوں تھا، کہ حکومت نے اداروں کے تصادم کا فتنہ ایک گمبھیر شکل میں ملک اور قوم پر مسلط کر دینے کا ناپاک کھیل شروع کر دیا ہے۔

مہمند ایجنسی کی سلالہ چیک پوسٹ پر ناٹو حملے اور اس کے نتیجے میں پاک فوج کے افسروں سمیت ۲۴ جوانوں کی شہادت نے ثابت کر دیا تھا کہ جماعت اسلامی پاکستان نے گذشتہ ۱۰ برسوں

سے اُمت مسلمہ کے خلاف امریکی دہشت گردی کے بارے میں جو مؤقف اختیار کیا تھا وہ بالکل درست تھا اور پرویز مشرف اور اس کے بعد زرداری اور گیلانی کی پالیسیاں بالکل غلط ثابت ہوچکی ہیں۔ ہمارے لیے ہمارے فوجیوں کا خون بھی نہایت عزیز ہے۔ لیکن ڈرون حملوں میں قبائل کے جو ہزاروں افراد شہید ہوئے ہیں جن میں ہمارے معصوم بچے، بوڑھے اور خواتین بھی شامل ہیں، ان کا غم بھی ہم نہیں بھلا سکتے، اور امریکا کی خاطر ہماری فوج کا اپنی سرزمین پر آپریشن بھی قابل مذمت ہے۔ گذشتہ ۱۰ برسوں سے شمسی ایئربیس کا امریکا کے حوالے کیا جانا ملک اور قوم سے غداری کے مترادف ہے۔ صرف اس کا خالی کرنا کافی نہیں۔ پسنی و دالبندین، خالد بیس، شہباز ائیربیس، غازی کمپاؤنڈ سے بھی امریکا کو فی الفور بے دخل کیا جائے اور ناٹو سپلائی لائن کی مستقل طور پر بندش کے فیصلے پر استقامت کا مظاہرہ کیا جائے، اور امریکا کی اس جنگ سے نکل آنے اور باعزت اور قومی مفادات کے مطابق سفارتی اور تجارتی تعلقات کی تشکیلِ جدید کا اہتمام کیا جائے۔

جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس پیپلز پارٹی اور اس کے اتحادیوں کی مخلوط حکومت کی اب تک کی کارکردگی پر اپنی اور پاکستانی عوام کی شدید بے اطمینانی کا اظہار کرتا ہے، اور اس امر کا برملا اعلان کرتا ہے کہ عوام نے ۱۸ فروری ۲۰۰۸ء کے انتخابات کے ذریعے جو موقع اس قیادت کو دیا تھا اس نے اسے بڑی بے دردی اور ناقابل فہم بے تدبیری سے ضائع کردیا ہے۔ جس کے نتیجے میں ملک تیزی سے بگاڑ، حکمرانی کے مکمل فقدان، سیاسی افراتفری، معاشی تباہی، اخلاقی اور تہذیبی انتشار، نظریاتی ژولیدہ فکری، اداروں کے تصادم اور بیرونی قوتوں کی پاکستان کے معاملات میں مداخلت کی بھیانک تصویر پیش کررہا ہے۔ ملک و قوم کی آزادی، خودمختاری اور عزت و غیرت معرض خطر میں ہیں اور عوام میں ہر سطح پر مایوسی اور بے چینی بڑھ رہی ہے جو خدانخواستہ کبھی بھی آتش فشاں کی طرح پھٹ کر پورے نظام کو تہہ و بالا کرسکتی ہے۔ زرداری، گیلانی حکومت کی اب تک کی کارکردگی کا اگر معروضی جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ حکومت ہماری تاریخ کی ناکام ترین حکومت ہے۔

مجلس شوریٰ کی نگاہ میں برسراقتدار حکومت کی فردِ جرم میں مندرجہ ذیل امور اہم اور نمایاں ہیں:

آمرانہ دور کی پالیسیوں کا تسلسل

پاکستانی عوام نے مشرف کی آمریت اور ملک کے معاملات میں امریکی مداخلت سے نجات حاصل کرنے کے لیے انتخابات میں مشرف دور کی پوری قیادت کو رد کر کے متبادل سیاسی پارٹیوں کو یہ مینڈیٹ دیا تھا کہ مل جل کر آمرانہ دور کی داخلی، خارجہ اور معاشی پالیسیوں کو تبدیل کریں اور ملک کو اس دلدل سے نکالیں جس میں اسے جھونک دیا گیا تھا۔ لیکن پیپلزپارٹی اور اس کے اتحادیوں کی حکومت نے تبدیلی کے بجاے انھی تباہ کن پالیسیوں کے تسلسل بلکہ ان میں مزید بگاڑ کا راستہ اختیار کیا ہے جس کے نتیجے میں وہ ملک اور قوم کو تباہی اور خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل رہی ہے۔ اب اس میں بھی کوئی شک نہیں رہا کہ پیپلزپارٹی کی قیادت مشرف سے این آر او کا کالا قانون جاری کروا کر امریکا اور برطانیہ سے ضمانت حاصل کر کے برسرِاقتدار آئی تھی اور ان کی اصل دل چسپی خود اپنے ماضی کے کرپشن کے جرائم پر گرفت سے بچنا اور امریکا کے دیے ہوئے ایجنڈے کو آگے بڑھانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف کا احتساب کر کے اسے سزا دلانے کے بجاے اسے سلامی دے کر ایوانِ صدر سے رخصت اور ملک سے فرار کا موقع دیا گیا، اور عوام کے مطالبے اور عدالتِ عظمیٰ کے فیصلوں کے علی الرغم اسے مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے اور اس کی جاری کردہ داخلی اور خارجہ پالیسیوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

'دہشت گردی' کے خلاف جنگ جاری رکھنا

۲۰۰۸ء کے انتخابات کا دوسرا مرکزی موضوع امریکا کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی شرکت اور اس کے تباہ کن نتائج تھا۔ عوام نے پہلے دن سے مشرف کی غلامانہ اور بزدلانہ پالیسی کو رد کر دیا تھا اور ۱۰ سال کے تجربے نے یہ ثابت کر دیا کہ ہر اعتبار سے یہ پالیسی یکسر ناکام رہی ہے۔ ملک کا امن وامان تباہ ہو گیا ہے، جو علاقے پُرامن تھے وہ دہشت گردی کی زد میں ہیں، فوج اور عوام میں دُوری بڑھی ہے، اور دشمنوں کو دہشت گردی کی آڑ میں ملک میں تباہی مچانے کے مواقع ملے ہیں۔ سیاسی اعتبار سے ملک امریکا کی کالونی بن گیا ہے اور معاشی اعتبار سے اس غریب قوم کو محض امریکا اور عالمی ساہوکاری اداروں کی اس خوشنودی کے لیے، جو حاصل بھی نہیں ہوئی اور نہیں ہوسکتی ہے، کھربوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ موجودہ حکومت امریکا کے

ڈومور (Do More) کے مطالبات کی اس دلدل میں مزید دھنستی جارہی ہے، اور جب امریکا اور ناٹو اقوام افغانستان سے نکلنے اور طالبان سے مذاکرات اور شراکت اقتدار کے معاملات طے کرنے میں مصروف ہیں، حکومت ہمیں اس لڑائی اور اس کے نتیجے میں اندرون ملک رونما ہونے والی تباہی کے طوفان میں مزید جھونکنے کے راستے پر گامزن ہے۔ ہمارے لیے معقول راستہ اب ایک ہی ہے اور وہ امریکا کی اس جنگ سے نکلنا، اور ناٹو اور امریکی افواج کی راہداری کی سہولت کا مکمل اور مستقل خاتمہ ہے۔

عدلیہ کی تضحیک اور محاذ آرائی

انتخابات کے موقع پر تیسرا بڑا مسئلہ پرویز مشرف کی غیرآئینی طور پر معزول کی گئی عدلیہ کی بحالی اور اس کی مکمل آزادی تھا۔ لیکن حکومت نے اپنے سارے وعدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورا ایک سال نہ صرف یہ کہ عدلیہ کی بحالی کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا بلکہ عدالت عظمیٰ کے اہم ترین فیصلوں اور احکامات کی کھلی خلاف ورزی، عدلیہ کی تحقیر وتضحیک اور عدالت اور انتظامیہ میں تصادم کا نقشۂ جنگ تیار کیا جارہا ہے۔ این آر او کے فیصلے پر کھلی حکم عدولی کے بعد اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وزیراعظم کو سپریم کورٹ میں پیش ہوکر توہین عدالت کے نوٹس کا جواب دینا پڑ گیا ہے۔ فاضل عدالتوں نے انسانی حقوق کے تحفظ، کرپشن کے خاتمے، قانون اور ضوابط کی خلاف ورزیوں پر گرفت، میرٹ سے ہٹ کر تقرریوں اور تبادلوں کو لگام دینے کے لیے جو بھی اقدام کیے تھے، حکومت اور اس کے کارندوں اور خصوصیّت سے ایوان صدر سے متعلّق افراد نے اسے ناکام کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ جس قابل پولیس افسر کو عدالت نے تفتیش کے لیے مقرر کیا، اسے اس کام کے لیے فراہم نہیں کیا گیا، اور جس نااہل افسر کو عدالت نے سزا دی اس کو چشم زدن میں صدر صاحب نے معاف کردیا، اور ایک سے ایک بدنام شخص کو اہم ترین مناصب پر فائز کر کے دستور اور عدلیہ کے احکام کی دھجیاں بکھیر دیں۔ حکومت کی طرف سے عدلیہ کے خلاف یہ یک طرفہ جنگ جاری ہے اور وزارتِ قانون اور وزارتِ داخلہ اس محاذ آرائی میں پیش پیش ہیں۔ یہ سب انتہائی افسوس ناک ہے۔

بلوچستان کی تشویش ناک صورت حال

بلوچستان میں ہزاروں لاپتا افراد کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ ٹارگٹ کلنگ کا بازار اب بھی گرم ہے، جب کہ ان بے گناہ مقتولین کے قاتل اب تک گرفتار نہیں کیے گئے۔ آغاز حقوق بلوچستان کے اعلان کو قریباً تین سال ہوگئے ہیں مگر اس کا آغاز ہی نہیں ہوسکا اور ستم ظریفی یہ ہے کہ بلوچستان کے گورنر اور وزیراعلیٰ دونوں شکایات کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، جیسے ان کا تعلق حزب اقتدار سے نہیں حزب اختلاف سے ہے۔ دہشت گردی کا شکار ہونے والے عام آدمی کے ورثاء کو ۳،۴ لاکھ اور سرکاری اہل کار کے ورثا کو ۲۰ لاکھ روپے معاوضہ دینے کی حکومتی پالیسی پر چیف جسٹس آف پاکستان کا تبصرہ معنی خیز ہے کہ 'کیا عام آدمی کا خون اہلکار کے خون سے سستا ہے'۔

امریکا کی بڑھتی ہوئی گرفت

امریکا کی پالیسیوں کی اطاعت نے جو محکومی کی شکل اختیار کرچکی تھی، اس کے نتیجے میں صاف نظر آرہا ہے کہ افغانستان میں امریکی جنگ کی معاونت ہو یا ان کے مطالبے پر پاکستان میں اپنے ہی شہریوں کے خلاف فوج کشی، ملک میں امریکا اور اس کی ایجنسیوں کی کارگزاریوں یا معاشی امور اور پالیسی پر اس کی گرفت اتنی بڑھ گئی ہے اور اس کے نتیجے میں اس حکومت کی پالیسیوں اور امریکا کی فرماں برداریوں نے جو شکل اختیار کرلی ہے اس نے ملک کو ایک طفیلی ریاست بنادیا ہے اور امریکا کے مطالبات ہیں کہ کم ہونے کو نہیں آتے۔ ڈرون حملوں میں گذشتہ تین برسوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ افراد ہلاک اور زخمی ہوچکے تھے۔ اس سلسلے میں ملک کی سیاسی اور عسکری قیادت کی مجرمانہ غفلت نے ایسے حالات تک پیدا کردیے تھے کہ امریکی اور ناٹو کے فوجی بھی بار بار پاکستان کی سرزمین پر کھلے بندوں فوجی آپریشن کررہے ہیں اور پاکستان کی حاکمیت اور خودمختاری کو دیدہ دلیری کے ساتھ پامال کررہے ہیں۔ نیز ٹریننگ کے نام پر امریکا کے اثرات فوج اور دوسرے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر بڑھتے جارہے ہیں، اور اس سب کے باوجود امریکی تھنک ٹینکس، میڈیا اور پارلیمانی کمیٹیوں کے ارکان کھل کر پاکستان کی حکومت، فوج اور اس کے اداروں پر دوغلی پالیسی اور دھوکا دہی کے بہتان لگاتے رہے ہیں اور پاکستان کے امیج کو داغدار کرنے اور اپنی مزید تابع داری کے لیے بلیک میل کرتے رہے ہیں۔

ڈرون حملے کچھ عرصہ بند رہنے کے بعد اب پھر شروع ہو گئے ہیں۔

ملک وقوم کی آزادی اور عزت کی حفاظت میں حکومت کی اس ناکامی سے عوام میں بددلی، غصہ اور امریکا اور حکومت دونوں کے خلاف نفرت کے جذبات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس صورت حال کا مزید جاری رہنا ملک کے مستقبل کے لیے نہایت خطرناک ہے۔

بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینا

بھارت کے معاملے میں بھی حکومت کا رویہ قومی وقار اور ملکی مفادات سے ہم آہنگ نہیں۔ تجارت کے لیے بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینا مسئلہ کشمیر سے عملاً انحراف، مظلوم کشمیریوں کے لہو پر نمک پاشی اور جدوجہد آزادی کشمیر کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے۔ تجارت اور اعتماد سازی کے نام پر اصل اور بنیادی مسائل سے غفلت ایک مجرمانہ فعل ہے۔ کشمیر اور پانی کا مسئلہ ہمارے کور ایشوز ہیں اور ان کے مستقل اور منصفانہ حل کے بغیر بھارت سے تعلقات درست نہیں ہوسکتے۔ حال ہی میں سیکرٹری خارجہ کی سطح کے مذاکرات ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ بھارتی وزیر خارجہ کا کشمیر کے بارے میں بیان روایتی ضد اور ہٹ دھرمی کا آئینہ دار ہے، نیز بلوچستان اور فاٹا میں بھارت کی کارروائیاں اور خود افغانستان میں اس کی خلافِ پاکستان سرگرمیاں ناقابل برداشت ہیں۔ لیکن حکومت نے ان تمام امور کے سلسلے میں جو بزدلانہ پالیسی اختیار کی ہے وہ پاکستان کے تزویراتی (strategic) مفادات کے خلاف اور عوام کی امنگوں کے منافی ہے۔

جمہوری روایات سے انحراف

دستور میں اٹھارھویں اور انیسویں ترامیم کے باوجود حالات میں کوئی قابل ذکر بہتری رونما نہیں ہو رہی۔ زرداری صاحب عملاً اسی طرح حکومت کے چیف ایگزیکٹو کا کردار ادا کرتے رہے ہیں جس طرح پرویز مشرف کر رہا تھا اور آج بھی ایوان صدر اقتدار کا سرچشمہ اور سازشوں کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ اقتدار سنبھالتے ہی واضح اعلان کے باوجود فاٹا کے حقوق اور وہاں کے عوام کو فرنٹیر کرائمز ریگولیشن کے سامراجی قانون سے نجات، اس علاقے میں دستور کے دیے ہوئے حقوق دینے اور نظامِ عدل کے اجرا کے بجائے حال ہی میں صدارتی ریگولیشن کے ذریعے مالاکنڈ ڈویژن میں

ڈی سی او کو اور فاٹا میں پولیٹیکل ایجنٹ کو پھانسی کی سزا دینے کے اختیارات تفویض کر دیے گئے ہیں۔ یہ انصاف کے خون کے مترادف ہے۔

لاقانونیت اور امن و امان کی ابتر صورت حال

ملک میں لاقانونیت اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ کسی جگہ بھی عام شہریوں کو جان، مال اور آبرو کی حفاظت حاصل نہیں۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ دہشت گردی کے واقعات کو روکنے میں حکومت اور اس کی ایجنسیاں بالکل ناکام رہی ہیں۔ کراچی جیسے شہر میں گذشتہ ایک سال میں ۲ ہزار سے زیادہ افراد کو نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ بالخصوص گذشتہ سال ماہ جولائی، اگست میں کراچی میں بے گناہ افراد کا بہیمانہ اور شرم ناک قتل عام ہوا ہے، مگر ایک بھی قاتل کو سزا نہیں ملی۔ کراچی میں ۱۲ مئی، ۱۲ ربیع الاول، ۹ اپریل اور ۱۰ محرم الحرام کے مجرموں پر کوئی گرفت نہیں کی گئی، اور سندھ میں تقریباً چار سال تک برسر اقتدار تینوں جماعتیں ایک دوسرے پر انگشت نمائی اور الزام تراشیاں کرتی رہی ہیں۔

کراچی میں ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، ٹارچر سیلوں، نوگو ایریاز اور بوری بند لاشوں کے معاملات پر سپریم کورٹ کے ازخود نوٹس کے بعد عوام کو توقع تھی کہ کراچی میں امن عامہ کے مسائل پر سپریم کورٹ کوئی واضح، دوٹوک، پایدار، حقیقی اور مستقل حل پیش کرے گی۔ لیکن بدقسمتی سے سپریم کورٹ نے مسائل کی نشان دہی کرنے کے بعد حل کی ذمہ داری انھی حکمرانوں پر ڈال دی ہے کہ جن کی وجہ سے مسائل پیدا ہوئے ہیں اور جن کو خود سپریم کورٹ نے ناکام قرار دیا ہے۔ جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ سپریم کورٹ سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے فیصلے کے مطابق براہِ راست نگرانی کو مزید فعال و بامقصد بنائے تاکہ کراچی میں وقتی نہیں بلکہ حقیقی امن قائم ہو سکے۔

بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو تحفظ

محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کے اصل مجرموں اور اس جرم کے معاونین کو کیفر کردار تک پہنچانے میں اس حکومت نے جو انھی کے خون کی بدولت اقتدار میں آئی، کوئی مؤثر کارروائی نہیں کی ہے۔ اس دعوے کے باوجود کہ اصل مجرموں کو صدر صاحب جانتے ہیں، ان کے خلاف کوئی اقدام

نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ اقوام متحدہ کے کمیشن کی رپورٹ پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا اور دو تین ہفتے میں اس رپورٹ پر کارروائی کے وعدوں کے باوجود کوئی قابل ذکر اور نتیجہ خیز کارروائی نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجرموں کو تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ نیز اس حادثے کے موقع پر پیپلز پارٹی کے اپنے سیکورٹی کے نظام کی ناکامی کے جو لوگ ذمہ دار ہیں اور جن پر کمیشن کی رپورٹ میں بھی واضح اشارے کیے گئے ہیں، وہ بھی صدر صاحب کے سایے میں محفوظ ہیں۔

ناکام معاشی پالیسی

معاشی اعتبار سے گذشتہ چار برسوں میں ملک میں جو بگاڑ رونما ہوا ہے اس نے ماضی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ معاشی پالیسی سازی امریکا اور عالمی اداروں کی گرفت میں رہی ہے۔ یہ حکومت چار سال میں چار وزیرخزانہ، چار وزارت خزانہ کے سیکرٹری اور اسٹیٹ بنک کے تین گورنر لگا چکی ہے لیکن آج تک کوئی مربوط معاشی پالیسی وجود میں نہیں آسکی۔ قرضوں کا بار ناقابل برداشت ہوگیا ہے اور آج پاکستان میں اندرونی اور بیرونی قرضوں کا حجم ۱۲۰ کھرب روپے سے متجاوز ہو گیا ہے اور صرف سالانہ سود اور ادایگی قرض کے لیے ۹ سو ارب روپے سے بھی زیادہ ادا کرنے پڑ رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج غریب عوام کے منہ سے روٹی کا نوالہ چھین کر ساہوکاروں کو دیا جا رہا ہے اور ان قرضوں کی ادایگی کے لیے نئے قرض لینے پڑ رہے ہیں جس کی بھاری قیمت موجودہ اور آیندہ نسلوں کو ادا کرنا ہوگی۔

مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ بے روزگاری بے تحاشا بڑھ رہی ہے۔ غربت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور بھوک اور افلاس کی وجہ سے اموات اور گھر کے کئی افراد کی خودکشی کی نوبت آ گئی ہے جس کی ہماری تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ خود فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) کے سربراہ نے کچھ عرصہ پہلے واضح اعتراف کیا تھا کہ ملکی معیشت دیوالیہ ہونے کے خطرے سے دوچار ہے اور مطالبہ کیا گیا کہ حکومت کے قرض لینے پر فوری پابندی لاگو کی جائے۔ سپریم کورٹ نے اربوں روپے کے قرضے مختلف بنکوں کی طرف سے معاف کرنے کے ازخود نوٹس لینے کے مقدمے کی سماعت کے دوران میں سٹیٹ بنک کے وکیل نے بتایا تھا کہ ۱۹۷۱ء سے لے کر دسمبر ۲۰۰۹ء تک ۵۰ ہزار سے زائد افراد کے ۲۵۶ ارب روپے کے قرضے معاف کرائے گئے اور گذشتہ دو برسوں

کے دوران ۵۰؍ارب روپے کے قرضے نجی بنکوں نے معاف کیے ہیں۔ چیف جسٹس نے ریمارکس دیے تھے کہ نجی بنک کیسے قرض معاف کر سکتے ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ آیا من مانے طریقے سے تو قرضے معاف نہیں کیے گئے ہیں۔ فاضل عدالت نے غیرقانونی طور پر معاف کیے گئے قرضوں کی رقوم وصول کرنے کے عزم کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ ''قومی دولت کو واپس لانے کے لیے عدالت کسی حد تک بھی جاسکتی ہے''۔ موجودہ عالمی دباؤ کے تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ۱۹۷؍ارب ڈالر کی بیرون ملک جمع لوٹی ہوئی دولت اور سیاست دانوں کے سوئٹزرلینڈ، اسپین اور دوسرے بیرون ملک بنکوں میں جمع رقوم کو ملک کے اندر بلاتاخیر لانے کے لیے واضح قانون سازی اور ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

کرپشن کی انتہا اور اداروں کی تباہی

حکومت کے ہر شعبے اور زندگی کے ہر میدان میں کرپشن اور بدعنوانی میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔ ورلڈ بنک اور ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹوں کے مطابق کرپشن میں ان چار برسوں میں ہوش ربا اضافہ ہوا ہے۔ احتساب کا نظام ناپید اور احتساب کے قانون کا مسودہ چار سال سے قومی اسمبلی میں پھنسا ہوا ہے اور صرف اس لیے کہ حکومت اسے کرپشن کے تحفظ کا قانون بنانے پر تلی ہوئی ہے، کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی۔ سروسز میں تقرریوں، تبادلوں اور ترقیوں میں میرٹ کا خون کیا جارہا ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلوں اور تادیبی اقدام کی سفارش کے باوجود کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ہے۔ ہر سطح پر سیاسی بنیادوں پر تقرریاں کی جارہی ہیں اور قومی ملکیت میں اہم ترین ادارے بشمول اسٹیل مل، پی آئی اے، واپڈا، ریلوے، نیشنل انشورنس کارپوریشن اور ٹریڈنگ کارپوریشن، خزانے پر بوجھ بن گئے ہیں اور ۴۰۰؍ارب روپے عوام کے منہ سے چھین کر ان سفید ہاتھیوں کی نذر کیے گئے ہیں۔ پبلک سیکٹر ارباب اقتدار کی سیاسی مداخلت، اقرباپروری اور دل پسند نااہل افراد کی تقرریوں کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے۔

توانائی کا سنگین ترین بحران

ملک میں توانائی کا بحران اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ عوام بجلی، گیس اور پانی جیسی بنیادی ضرورت

سے محروم ہوگئے ہیں۔ اس کے باوجود یکم جنوری سے گیس کی قیمت میں ۱۴ فی صد اضافہ اور تیل کی قیمتوں میں بھی اضافہ کرلیا گیا ہے۔ یہ ظالمانہ فیصلہ ہے۔ اس کے خلاف بھرپور احتجاج کیا جائے گا۔ گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ بدترین صورت اختیار کرچکی ہے۔ ہزاروں صنعتیں بند ہوچکی ہیں اور زراعت جس پر ۶۰، ۷۰ فی صد آبادی کا انحصار ہے ایک بحران کے بعد دوسرے سنگین تر بحران کا شکار ہے۔ راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور اور کئی دوسرے شہروں میں گھروں کے چولھے ٹھنڈے ہوجانے سے جو بدترین احتجاجی مظاہرے ہوئے وہ بھی حکومت کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ثابت نہیں ہوئے، بلکہ نام نہاد عوامی حکومت نے ملک بھر کے عوام کے مطالبے پر توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔

موجودہ حکومت سے نجات کی ضرورت

جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ پوری دیانت سے محسوس کرتی ہے کہ موجودہ حکومت بُری طرح ناکام ہوچکی ہے، اور اس کی داخلی اور خارجی پالیسیوں کے نتیجے میں عوام بے پناہ مصائب و مشکلات کا شکار ہیں اور ملک شدید بحران میں مبتلا ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان حالات کی اصلاح، رابطہ عوام مہم کے ذریعے عوام کی بیداری اور امریکا کی غلامی سے نجات کے لیے سرگرم عمل ہے، اور رابطہ عوام مہم کے سلسلے میں راولپنڈی، اسلام آباد، پشاور، لاہور اور کراچی کے عوامی جلسوں میں عوام کی بھرپور شرکت اور پذیرائی سے ثابت ہوا ہے کہ عوام موجودہ حکومت سے بے زار ہیں اور ان کی نگاہ میں ایک صاف ستھری جرأت مند اور باصلاحیت اسلامی قیادت ہی مسائل کا حل ہے۔ جماعت اسلامی ملک کی تمام سیاسی اور دینی قوتوں کو مخلصانہ دعوت دیتی ہے کہ اپنی آزادی اور خودمختاری کی بازیافت، ملک میں حقیقی امن وامان کے قیام، معاشی حالات کی اصلاح اور عوام کو انصاف اور چین کی زندگی کے حصول کی جدوجہد کے لیے پوری طرح کمربستہ ہوجائیں تاکہ یہ قوم دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کی راہ پر آگے بڑھ سکے۔ وطن عزیز پاکستان ملت اسلامیہ پاک و ہند نے بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے اور اس کے ۱۸ کروڑ انسان اپنی آزادی، عزت اور حقوق کی حفاظت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ پاکستان جو اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور ایک مقدس امانت ہے، اس کی حفاظت اور اسلامی اور جمہوری بنیادوں پر اس کی ترقی اور استحکام

کے لیے میدان میں اُتریں اور مؤثر اور پرامن آئینی اور جمہوری جدوجہد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا، قومی مقاصد کے حصول اور ملک اور اس کے عوام کو موجودہ بحرانوں سے نجات دلانے کے لیے اپنی ذمہ داری ادا کریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ محسوس کرتی ہے کہ وزیراعظم پاکستان نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں خطاب کے دوران سانحۂ ایبٹ آباد پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم سے میمو کے بارے میں پوچھنے والے بتائیں کہ چھے برسوں سے اُسامہ بن لادن کس کے ویزے پر یہاں تھا، اپنے ملک کے اداروں کے خلاف وعدہ معاف گواہ بننے کی کوشش ہے۔ ان کا یہ بیان بحیثیت وزیراعظم کے اٹھائے گئے اپنے حلف کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

اجلاس محسوس کرتا ہے کہ پیپلز پارٹی اور اس کے اتحادیوں کی عدلیہ اور فوج سے مسلسل محاذ آرائی اور دھمکیاں اداروں میں ٹکراؤ کا باعث بنیں گی۔ اس طرح پیپلز پارٹی ایک بار پھر سیاسی شہادت کی کوشش کر رہی ہے۔

اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت عوام کے مسائل حل کرنے کے جو کام چار برسوں میں نہ کرسکی اب مزید چند مہینوں میں کیا کرے گی، اس لیے ایک غیر جانب دار عبوری انتظامیہ اور ایک بااختیار الیکشن کمیشن کی زیرِنگرانی الیکشن کا اعلان کیا جائے تاکہ قوم اپنے مسائل کے حل کے لیے نئی قیادت کا انتخاب کر سکے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس یہ بھی واضح کرتا ہے کہ حکومت کی ناکامی کا بہانہ بنا کر اگر کسی غیر جمہوری، غیر آئینی شب خون مارنے کی کوشش کی گئی تو اسے کسی صورت قبول نہیں کیا جائے گا۔ مجلس شوریٰ کی نظر میں ایسا ہر اقدام ملک و قوم کے بے پناہ مصائب میں اضافے کا ذریعہ بنے گا۔ مرکزی مجلس شوریٰ ملک کی تمام سیاسی قوتوں اور اور تمام قومی اداروں پر واضح کرتی ہے کہ ہر سیاسی بحران کا حل آئین پاکستان میں موجود ہے۔ اس لیے صرف آئینی راستوں کو اختیار کیا جائے۔ موجودہ حکومت کی کرپشن اور ہر لحاظ سے ناکامی کی بنا پر اس حکومت سے جلد از جلد نجات حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔